قرآن اور حدیث یہ اسلام کی دو بنیادیں ہیں جن کی پیروی ہر بندے پر لازم اور فرض ہے۔ جو کوئی بندہ ان کی مخالفت کرے گا ایک سچا مسلمان نہیں ہوسکتا اور جو ان کا انکار کرے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، ان دو کے علاوہ کوئی تیسری چیز ایسی نہیں کہ جن پر عمل کرنا یا جن کی بات ماننا ہمارے لئے ضروری ہو۔ ہاں! سوائے ''اولی الامر'' کے مثلاً جو حاکم وقت ہو یا کوئی عالم لیکن ان کی بات بھی ان ہی دو کے مطابق ہونی چاہیئے ورنہ اس کی بات بھی رد کردی جائے گی اور رفیصلہ قرآن اور حدیث پر چھوڑا جائے گا۔ اب ان علماء سے متعلق کچھ ضروری باتیں یہ ہیں:

بعض اہم چیزیں

۱۔ علماء کی فضیلت

ہر عالم کا اپنا مقام ہے اور اللہ ان سے سوال کرنے کا حکم دیتا ہے جب کہ بندے کو شرعی احکام معلوم نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاسْأَلُواْ أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ

پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرلو۔ (نحل ۱۶:۴۳ ، الانبیاء ۲۱:۷)

۲۔ اس شخص کا گناہ جو صرف رائے سے فتویٰ دے

عالم پر بھی ضروری ہے کہ وہ فیصلہ صرف قرآن اور حدیث سے کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لاَ يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوهُ انْتِزَاعًا

وَلَكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ

فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ

اللہ تعالیٰ نے جو علم تم کو دیا ہے دینے کے بعد یک بیک وہ تم سے نہیں چھینے گا بلکہ وہ اہل علم کو دنیا سے ان کے علم کے ساتھ ختم کردے گا، اور صرف جاہل لوگ ہی باقی بچیں گے جن سے فتوے پوچھے جائیں گے پھر وہ اپنی سمجھ اور رائے کے اعتبار سے فتوے دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(احمد، متفق علیہ، ترمذی، ابن ماجہ: ابن عمرو، لفظ بخاری کے ہیں) (صحیح الجامع: ۱۸۵۴)

۳۔ شریعت سازی کا حق صرف اللہ کو ہے

کسی پیر، ولی یا نبی کو بھی شریعت کے اندر تبدیلی کا حق نہیں جو اللہ حکم نازل کرتا وہی انبیاء اپنے امتیوں کو بتاتے تھے۔ معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنے علماء کو ہی شریعت کا حق دے تو وہ اسلام کی راہ پر نہیں ہوسکتا۔ لیکن کیا مسلمان بھی کسی عالم کو شریعت سازی کا حق دے سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ آیت دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللّهِ

وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُواْ إِلاَّ لِيَعْبُدُواْ إِلَـهًا وَاحِدًا

لاَّ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انھیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا

کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریکوں سے جسے وہ شریک کرتے ہیں۔ (توبہ ۹:۳۱)

اس آیت کے تعلق سے ایک دلچسپ واقعہ پڑھیئے۔

عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

وَفِی عُنُقِی صَلِیْبٌ مِنْ ذَهَبٍ

فَقَالَ یَا عَدِیُّ اِطْرَحْ عَنْکَ هَذَا الْوَثَنَ

وَسَمِعْتُهُ یَقْرَأُ فِی سُورَةِ بَرَاءَةٍ

اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

قَالَ أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ یَکُوْنُوا یَعْبُدُوْنَهُمْ

وَلَکِنَّهُمْ کَانُوْا إِذَا أَحَلُّوْا لَهُمْ شَیْئاً اِسْتَحَلُّوْهُ

وَإِذَا حَرَّمُوْا عَلَیْهِمْ شَیْئًا حَرَّمُوْهُ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا، اس وقت میری گردن میں سونے کی صلیب تھی، آپ نے فرمایا: عدی! یہ بت اپنی گردن سے نکال کر پھینک دو پھر میں نے آپ کو سورہ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے سنا: ''اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ'' آپ نے فرمایا: ایسا نہیں تھا کہ وہ ان کی عبادت کرتے تھے بلکہ ہوتا یہ تھا کہ وہ جب کسی چیز کو حلال کر دیتے تو وہ اس کو حلال مان لیتے اور جب کسی چیز کو حرام کر دیتے تو وہ اس کو حرام مان لیتے تھے۔

(ترمذی: ۳۰۹۵ تفسیر القرآن: ومن سورۃ التوبہ، شیخ البانی: حسن)

۴- رسول پیغامبر ہیں

رسول کا کام بھی صرف پہنچانا ہے اور رسول وہی بتاتے ہیں جو اللہ ان کو خبر کرتا تھا۔

وَأَطِیْعُوا اللّٰهَ وَأَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

فَإِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَی رَسُوْلِنَا الْبَلاَغُ الْمُبِیْنُ

اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم نے پیٹھ پھیری (اعراض کیا) تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف واضح طور پر پیغام پہنچا دینا ہے۔ (تغابن ۶۴:۱۲)

نبی ﷺ نے فرمایا:

أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَیْسَ بِی تَحْرِیْمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لِی

اے لوگو! اللہ نے جن چیزوں کو حلال کر دیا ہے اس کو حرام کرنا میرے بس میں نہیں۔ (احمد، مسلم: ابوسعید) صحیح الجامع: ۷۰۹۰)

۵- اللہ نے جن چیزوں کو نازل کیا ہے اس کی اتباع کرنا واجب ہے

اوپر کی تمام آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی کو کچھ حق نہیں تو اتباع بھی اسی کی کی جائے گی جس کو حق ہے اور وہ صرف اللہ اور اس کے رسول کا ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِتَّبِعُوْا مَا أُنْزِلَ إِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ

وَلاَ تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهِ أَوْلِیَاءَ قَلِیْلاً مَّا تَذَکَّرُوْنَ

اتباع کرو اس چیز کی جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کی گئی ہے اور اللہ کو چھوڑ کر من گھڑت سر پرستوں کی اتباع مت کرو، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پکڑتے ہو۔ (اعراف ۷:۳)

۶- رسول بھی اللہ کی نازل کردہ چیزوں کی اتباع کرتے ہیں

رسول بھی ان ہی چیزوں کی اتباع کرتے جو اللہ ان پر نازل کرتا۔

یہاں ایک سوال ہے کہ پھر اللہ نے ان کی اطاعت کا حکم کیوں دیا جب کہ ان کو اپنی طرف سے کسی حکم کے نافذ کرنے کا حق نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی وہی چیز کہتے جو اللہ نازل کرتا معلوم ہوا کہ رسول کی اطاعت بھی اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم الگ طور سے دیا اس وجہ سے کہ رسول کی اطاعت سے مراد 'حدیث' ہے۔ وہ بھی وحی ہے لیکن وہ وحی غیر متلو ہے یعنی ایسی وحی جس کی تلاوت کا حکم نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ مَا يَكُوْنُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ

إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ

آپ کہہ دیجئے! کہ میرے بس میں نہیں کہ میں اس کو اپنی مرضی سے بدل دوں میں تو صرف اس چیز کی اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی گئی ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہوں تو مجھے بڑے دن کے عذاب سے خوف ہے۔ (یونس ۱۰:۱۵)

۷- رسول کی اتباع اور ان کی اطاعت واجب ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ .

قُلْ أَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِيْنَ

آپ کہہ دیجئے! کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور اللہ تو بڑا ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی، اگر وہ پیچھے ہٹیں تو پھر اللہ انکار کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (آل عمران ۳:۳۱-۳۲)

۸- اللہ اور اس کے رسول نے جو فیصلہ کر دیا اس میں کسی بھی مسلمان کو اختیار نہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا

أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِيْنًا

اور (دیکھو) کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یاد رکھو) اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔ (احزاب ۳۳:۳۶)

۹- کتاب وسنت قیامت تک باقی رہیں گے

ہرانسان اسی کی پیروی کرے جس کے بارے میں ہمیں حکم دیا گیا ہے اور وہ کتاب وسنت ہے جو کہ تا قیامت باقی رہنے والے ہیں نہ کہ یوں ہی ہر چیز کو اسلام کہے۔
نبی ﷺ نے فرمایا:

تَرَكْتُ فِيْكُمْ شَيْئَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُمَا :

كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّتِي وَ لَنْ يَتفرَّقَا حتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ

میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ دی ہیں جن کے بعد تم گمراہ نہیں ہو سکتے، وہ دونوں چیزیں کتاب اللہ اور میری سنت ہیں، اور وہ دونوں الگ نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ میرے پاس حوض پر آ کر ملیں۔ (حاکم: ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ) (صحیح: صحیح الجامع: ۲۹۳۷)

شبہات اور ان کا جواب

یہاں ہم کچھ شبہات دیکھیں گے جو ہمارے ان بھائیوں کے ذہن میں ہے یا وہ ان کے ذہن میں ڈالتے ہیں جو متبعین کتاب وسنت ہیں۔

پہلا شبہ: علماء کی اطاعت

(۱) جواب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَطِيْعُواْ اللّهَ وَأَطِيْعُواْ الرَّسُوْلَ

وَأُوْلِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ

فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ

ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيْلاً

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے اولی الامر ہیں، اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر اور انجام کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔ (نساء ۴:۵۹)

ابن کثیر نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ اولی الامر سے مراد اہل فقہ اور دین یعنی دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے، اسی طرح مجاہد، عطاء، حسن بصری نے کہا ہے، ابو العالیہ نے ''واولی الامر منکم'' سے علماء کو لیا ہے، صحیح علم تو اللہ کے پاس ہے لیکن جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ یہ عام ہے ہر اولی الامر کے لئے چاہے وہ علماء ہوں یا امراء۔

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ''اطیعوا'' کا رسول کے ساتھ دوبارہ ذکر کیا جبکہ اولی الامر میں اس کا اعادہ نہیں کیا، کیونکہ مستقلا ان کی کوئی اطاعت نہیں ہے جس طرح رسول مستقلاً قابل اطاعت ہیں۔ (فتح الباری: تحت حدیث ۱۶)

(۲) جواب: اطاعت بھلائی کے کاموں میں ہے منکر میں نہیں ہے

نبی ﷺ نے فرمایا:

لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ

نافرمانی کے کاموں میں اطاعت نہیں ہے اطاعت تو بھلائی کے کاموں میں ہے۔ (متفق علیہ، نسائی: علی رضی اللہ عنہ) صحیح الجامع: ۷۵۱۹) (اللفظ للبخاری ولمسلم: فی معصیۃ اللہ)

نبی ﷺ نے فرمایا:

طَاعَةُ الْإِمَامِ حَقٌّ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ مَا لَمْ يَأْمُرْ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ

فَإِذَا أَمَرَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلاَ طَاعَةَ لَهُ

امام کی اطاعت مسلمان پر فرض ہے جب تک وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے اگر وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دے تو اس وقت اس کی اطاعت فرض نہیں۔
(شعب الایمان للبیہقی، حسن: صحیح الجامع: ۳۹۰۷)

دوسرا شبہ: علماء ہم سے زیادہ علم رکھتے ہیں

(۱) جواب: یہ بات درست ہے لیکن ان کا عدم اور بھول کی کمزوری بھی ثابت ہو چکی ہے، اور یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے مجتہد سے غلطی بھی ہوئی اور صحیح مسئلہ بھی وہ دریافت کرتا ہے اس لئے خطا اور غلطی میں اس کی تقلید نہ کریں۔

۱- عدم علم کی دلیل

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ اِسْتَأْذَنَ أَبُوْ مُوْسَى عَلَى عُمَرَ فَكَأَنَّهُ وَجَدَهُ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ

فَقَالَ عُمَرُ أَلَمْ أَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ائْذَنُوْا لَهُ فَدُعِيَ لَهُ

فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا

قَالَ فَأْتِنِي عَلَى هَذَا بِبَيِّنَةٍ أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ

فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ إِلَّا أَصَاغِرُنَا

فَقَامَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤْمَرُ بِهَذَا

فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی تو شاید انھوں نے حضرت عمر کو مشغول پایا اور پھر لوٹ آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی ہے ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو، حضرت ابوموسیٰ کو بلوایا گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا، ایسا کام آپ نے کیوں کیا (کہ واپس چلے گئے) انھوں نے کہا: ہمیں ایسا ہی حکم دیا جاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم مجھے اس بارے میں دلیل پیش کرو ورنہ خیریت نہیں ہے، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس میں پہنچے (اور ان لوگوں سے پورا قصہ بیان کیا) مجلس والوں نے کہا: اس کی گواہی تو ہم میں سب سے کم عمر والا آدمی بھی دے سکتا ہے، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور جا کر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس) گواہی دی کہ ہمیں اس کا حکم دیا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت مجھ سے مخفی تھی کیونکہ بازار کی مشغولیت نے مجھے اس سے غافل رکھا۔
(البخاری: ۶۹۲۰، الاعتصام بالکتاب والسنہ)

حافظ ابن حجرؒ نے وہ حدیث جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مکالمہ مانعین زکاۃ کے سلسلہ میں مذکور ہے اس کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اس واقعہ میں یہ دلیل ہے کہ سنت کبھی کبھی بعض اکابر صحابہ پر بھی مخفی رہتی ہے اور جس سنت کی خبر ایک کم رتبہ کے صحابی کو بھی ہوتی ہے، اسی وجہ رائے یا اجتہاد گرچہ وہ کتنا ہی قوی کیوں نہ ہو اگر وہ سنت کے مخالف ہے تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہ چیز ان کو نا معلوم ہوئی ہو۔ ۔واللہ الموفق۔ (الفتح تحت حدیث: ۲۵)

۲- نسیان اور اجتہاد کے وقت نص کا نہ یاد ہونا

نسیان:

عَنْ هَمَّامٍ أَنَّ حُذَيْفَةَ أَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ عَلَى دُكَّانٍ

فَأَخَذَ أَبُو مَسْعُودٍ بِقَمِيصِهِ فَجَبَذَهُ

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلاتِهِ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُنْهَوْنَ عَنْ ذَلِكَ

قَالَ بَلَى قَدْ ذَكَرْتُ حِينَ مَدَدْتَنِي

حضرت ہمام کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مقام مدائن ایک بلند جگہ سے لوگوں کی امامت کرائی اور ابومسعود رضی اللہ عنہ نے ان کی قمیص پکڑی اور پکڑ کر کھینچا جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے اور فرمایا: کیا آپ کو معلوم نہیں کہ صحابہ کو اس طرح کرنے سے منع کیا جاتا تھا، انھوں نے جواب دیا کہ ہاں! منع کیا جاتا تھا جب آپ نے مجھے کھینچا تو مجھے یاد آ گیا۔

(ابوداؤد: الصلاۃ: الامام یقوم مقاما ارفع من القوم) (صحیح ابی داؤد: ۵۵۷: صحیح)

اجتہاد کے وقت نص کا نہ یاد ہونا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ بِمَجْنُونَةٍ قَدْ زَنَتْ

فَاسْتَشَارَ فِيهَا أُنَاسًا فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ أَنْ تُرْجَمَ

مُرَّ بِهَا عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا شَأْنُ هَذِهِ

قَالُوْا مَجْنُونَةُ بَنِي فُلانٍ زَنَتْ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ أَنْ تُرْجَمَ

قَالَ فَقَالَ ارْجِعُوْا بِهَا ثُمَّ أَتَاهُ

فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ قَدْ رُفِعَ عَنْ ثَلاثَةٍ

عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتَّى يَبْرَأَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَعْقِلَ

قَالَ بَلَى قَالَ فَمَا بَالُ هَذِهِ تُرْجَمُ قَالَ لا شَيْءَ

قَالَ فَأَرْسِلْهَا قَالَ فَأَرْسَلَهَا قَالَ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک پاگل عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا، آپ نے اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ لیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کو رجم کر دیا جائے لوگ اس کو لیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرے، تو آپ نے پوچھا: اسے کیا ہوگیا ہے، لوگوں نے بتایا کہ یہ فلاں قبیلہ کی ایک پاگل عورت ہے جس نے زنا کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو واپس لے چلو اور پھر آپ خود بھی ان کے پاس آئے، اور فرمایا اے امیر المومنین! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ تین لوگوں سے احکام ختم کر دیئے گئے ہیں، ۱) مجنون سے یہاں تک کہ اس کی عقل لوٹ آئے۔ (۲) سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔ (۳) چھوٹے بچے سے یہاں تک کہ وہ ہوشیار ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بات تو بالکل صحیح ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اس عورت کو کیوں رجم کیا جا رہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی بات نہیں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اسے چھوڑ دو، راوی کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا مزید بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اللہ کی بڑائی بیان کرنے لگے۔

(ھذہ القصۃ رواہ ابوداؤد: الحدود: فی المجنون یسرق اور یصیب حداً) (احمد، ابن حبان (صحیح: الارواء: ج ۲ ص ۵ تحت رقم: ۲۹۷)

۳- اجتہاد میں غلطی کرنا

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ

وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

جب حاکم فیصلہ کرے اور فیصلہ کرنے میں اجتہاد سے کام لے اور صحیح اجتہاد پالے تو اس کو دواجر ملے گا، اور اگر اجتہاد کرتے ہوئے اس نے کوئی فیصلہ کیا اور اجتہاد غلط ہوگیا تو اس کو ایک اجر ملے گا۔

(احمد، متفق علیہ، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ: عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) (احمد، متفق علیہ، سنن اربعہ؛ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) (صحیح: صحیح الجامع: ۴۹۳)

عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ : كَتَبَ كَاتِبٌ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ :

هٰذَا مَا رَأَى اللّٰهُ وَرَأَى عُمَرُ. فَقَالَ بِئْسَ مَا قُلْتَ .

قُلْ هٰذَا مَا رَأَى عُمَرُ

فَإِنْ يَكُنْ صَوَاباً فَمِنَ اللّٰهِ وَإِنْ يَكُنْ خَطأً فَمِنْ عُمَرَ

حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کاتب (منشی) نے لکھا ''یہ اللہ کے نزدیک اور حضرت عمر کے نزدیک ہے''، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے بہت غلط بات لکھی ہے، ایسا لکھو کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے اور ان کی رائے ہے، اگر یہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو پھر یہ عمر (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے ہے۔

(اعلام المعوقین: ج ۱ ص ۵۷)

تیسرا شبہ: اختلاف باعث رحمت ہے

حدیث:

''اِخْتِلَافُ اُمَّتِی رَحْمَةٌ''

میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔ (نصر المقدسی فی الحجۃ البیہقی فی الرسالۃ الاشعریہ) (بغیر سند واوردہ الحلیمی والقاضی حسین وامام الحرمین وغیرھم (موضوع: ضعیف الجامع: ۲۳۰)

جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور موضوع حدیث اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان نہیں ہوتا۔ یہ ہر فرقہ کے نزدیک متفق علیہ فیصلہ ہے۔

جواب:

اَلْخِلَافُ هَلَاكَةٌ

اختلاف باعث ہلاکت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ شَاءَ رَبُّکَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً

وَلاَ يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ . إِلاَّ مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ

اگر تمہارا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا، اور وہ برابر جھگڑتے اختلاف کرتے رہیں گے سوائے اس کے جس پر اللہ کی رحمت ہو۔ (ھود ۱۱: ۱۱۸، ۱۱۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلاَ تَكُونُواْ كَالَّذِينَ

تَفَرَّقُواْ وَاخْتَلَفُواْ مِن بَعْدِ مَا جَائَهُمُ الْبَيِّنَاتُ

وَأُوْلَـئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اوران لوگوں کی طرح مت بنو! جنھوں نے فرقہ بندی کی اوران کے پاس واضح نشانیاں آچکی تھیں اس کے بعد بھی انھوں نے اختلاف وانتشار کیا، اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ (آل عمران ۳:۱۰۵)

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ لَا تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم اِخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا

تم اختلاف مت پیدا کرو کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انھوں نے بھی اختلاف، انتشار کی راہ اپنائی اور وہ ہلاک ہوگئے۔ (بخاری: ابن مسعود رضی اللہ عنہ) (صحیح الجامع: ۷۲۵۵)

چوتھا شبہ: جس پر اکثر لوگ چل رہے ہوں وہی راہ بہتر اور حق ہے۔

جواب: اکثریت کی اتباع دین نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَن سَبِيلِ اللّٰهِ
إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُوْنَ

اور اگر آپ زمین میں اکثریت کی پیروی کریں گے تو وہ آپ کو اللہ سے غافل کردیں گے، اکثریت تو صرف وہم وگمان کے پیچھے بھاگتی ہے اور وہ اندازہ لگانے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے۔ (انعام ۶:۱۱۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ

اکثر لوگ گرچہ آپ کتنا ہی چاہیں ایمان نہیں لانے والے ہیں۔ (یوسف ۱۲:۱۰۳)

(توحید)

لوگوں کی اکثریت حق سے نابلد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ
ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لا يَعْلَمُوْنَ

حکم اللہ کے سوا کسی اور کا نہیں چلتا، اس نے حکم دیا ہے کہ کسی کی بھی عبادت اس کے سوا نہ کرو، یہی سیدھا اور سچا دین ہے لیکن اکثر لوگ اس چیز کو نہیں جانتے ہیں۔
(یوسف ۱۲:۴۰)

(رسالت)

ارشاد الٰہی ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں لیکن زیادہ تر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ (سبا ۳۴:۲۸)

(آخرت)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ
وَلكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

آپ کہہ دیجئے! کہ اللہ ہی تم کو زندگی بخشتا ہے پھر قوت دیتا ہے اور قیامت کے دن جس کے بارے میں کوئی شک نہیں، تم کو اکٹھا کرے گا لیکن زیادہ تر لوگ اس کو نہیں جانتے۔ (الجاثیہ۴۵:۲۶)

پانچواں شبہ: آباءواجدا کے طریقوں کواپنانا ضروری ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآئِى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

میں نے اپنے آباواجداد ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کے دین کی اتباع کی ہے۔ (یوسف۱۲:۳۸)

جواب: یہ بات بالکل مشرکین مکہ کی طرح ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَ نَا
أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيْرِ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں، اس کی اتباع کرو اور اس پر عمل کرو رتو وہ کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم اس چیز کو اپنائیں گے اور پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباءواجداد کو پایا ہے، کیا وہ ایسا اس وقت بھی کریں گے جبکہ شیطان ان کو بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف بلا رہا ہو۔ (لقمان۳۱:۲۱)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْاْ إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُوْلِ
قَالُواْ حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَ نَا
أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لاَ يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَلاَ يَهْتَدُوْنَ .

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا، کیا اگر چہ ان کے بڑے کچھ نہ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔ (مائدہ۵:۱۰۴)

چاروں ائمہ کرام کے اقوال

(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال

(الف) امام ابوحنیفہؒ اپنے قول کو بلا دلیل اختیار کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَأْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ أَيْنَ أَخَذْنَاهُ

”کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ میرے قول کو اختیار کرے جب تک کہ اسے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ قول میں نے کہاں سے لیا ہے“

(ابن عابدین في حاشية على البحر الرائق: ج۶،ص۲۹۳، رسم المفتي ص۲۹،۳۲، الميزان للشعرانی ۱/۵۵)

(ب) امام ابوحنیفہؒ کا اپنی بعض آراء سے رجوع کرنا

وَيْحَكَ يَا يَعْقُوبُ (وَهُوَ أَبُوْ يُوْسُفَ) لَا تَكْتُبْ كُلَّ مَا تَسْمَعُ مِنِّي

فَإِنِّي قَدْ أَرَى الرَّأْيَ الْيَوْمَ وَأَتْرُكُهُ غَداً

وَأَرَى الرَّأْيَ غَداً وَأَتْرُكُهُ بَعْدَ غَدٍ

''اے یعقوب (ابو یوسف) اللہ تم پر رحم کرے، جو کچھ مجھ سے سنتے ہو سب مت لکھ لیا کرو، کیوں کہ میرا معاملہ یہ ہے کہ آج میری ایک رائے ہوتی ہے اور کل میں (کسی بنیاد پر) اس کو چھوڑ دیتا ہوں ہوں، پھر کل ایک رائے ہوتی ہے اور اگلے دن اسے ترک کر دیتا ہوں'' (ابن عابدين في حاشية على البحر الرائق : ج۶،ص۲۹۳)

(ج) امام ابوحنیفہؒ کا حکم ہے کہ انکا جو قول کتاب وسنت کے مخالف ہو اسے چھوڑ دیا جائے

إِذَا قُلْتُ قَوْلاً يُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ تعالىٰ و خَبَرَ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَاُتْرُكُوْا قَوْلِي

''جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو قرآن اور حدیث کے خلاف ہو، تو میری بات کو چھوڑ دینا'' (الفلاني في أيقاظ الهمم :ص۵۰)

(۲) امام مالک رحمہ اللہ کے اقوال

(الف) امام مالکؒ کا حکم ہے کہ انکا قول جب کتاب وسنت کے مخالف ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے

قَالَ مَالِكٌ :

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُخْطِي وَ أُصِيْبُ فَانْظُرُوْا فِي رَأْيِي

فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ

وَكُلُّ مَا لَمْ يُوَافِقُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوْهُ

''میں تو بس ایک انسان ہوں، مجھ سے (اجتہاد میں) غلطی بھی ہوتی ہے اور میری بات صحیح بھی ہوتی ہے، اس لئے تم میری رائے پر غور کرو، چنانچہ جو کچھ قرآن وسنت کے مطابق ہو اسے قبول کر لو اور جو قرآن وسنت کے مطابق نہ ہو اسے ترک کر دو'' (ابن عبد البر في الجامع : ج۲،ص۳۲)

(ب) رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہمارے لئے کوئی حجّت نہیں ہے

لَيْسَ أَحَدٌ بَعْدَ النَّبِي صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

إِلَّا وَيُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ

إِلَّا النَّبِي صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''نبی کریم ﷺ کے علاوہ جو بھی ہیں، ان میں سے ہر ایک کی بعض باتیں ایسی ہیں جنہیں قبول کیا جائے اور بعض باتیں ایسی ہیں جنہیں چھوڑ دیا جائے (یہ صرف نبی ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ کی ہر بات کا قبول کرنا لازم ہے)'' (ابن عبد البر في الجامع : ج۲،ص۹۱)

امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال

(الف) کسی کے قول کی وجہ سے سنت کو چھوڑا نہیں جا سکتا

قَالَ الشَّافِعِيُّ : أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى

أَنَّ مَنِ اسْتَبَانَ لَهُ سُنَّةً عَنْ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَمْ يَحِلَّ لَهُ أَنْ يَدْعَهَا لِقَوْلِ أَحَدٍ

’’ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق واجماع ہے کہ جسے رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت مل جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ سنت کو چھوڑ کر کسی اور کے قول پر عمل کرے‘‘

(ابن القیم : ج ۲،ص ۳۶۱، الفلاني في الايقاض الهمم ص ۶۸)

(ب) امام شافعیؒ نے اپنی یا کسی اور کی تقلید سے منع کیا ہے جبکہ انکا قول سنت کے خلاف ہو

إِذَا وَجَدْتُمْ فِي كِتَابِي خِلَافَ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فقُوْلُوْا بِسُنَّةِ رَسُولِ الله صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ودَعُوْ مَا قُلْتُ

’’جب تم میری (کسی) کتاب میں کوئی ایسی بات پاؤ جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہو تو میری بات چھوڑ دو۔

(وفِيْ رِوَايةٍ) فَاتَّبِعُوهَا ولَا تَلْتَفِتُوا إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ

(اور ایک روایت میں ہے) کہ ایسے موقعہ پر تم سنت کی اتباع کرو اور کسی دوسرے کے قول کی طرف التفات (یعنی توجّہ) نہ کرنا‘‘

(المجموع للنووي ۱/۶۳، ابن القیم ۲/۳۶۱ دوسری روایت کے لئے دیکھیں ابن حبان ۳/۲۸۴، الحلیۃ لأبي نعیم ۹/۱۰۷)

(ج) نبی کریم ﷺ کی ہر حدیث میرا قول ہے

كُلُّ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِي صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّم فَهُوَ قَوْلِي وَإِنْ لَمْ تَسْمَعُوهُ مِنِّي

’’نبی کریم ﷺ کی ہر حدیث میرا قول ہے، چاہے اس قول کو تم نے مجھ سے نہ بھی سنا ہو‘‘ (ابن أبي حاتم ۹۳، ۹۴)

(۴) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اقوال

(الف) امام احمد بن حنبلؒ کا اپنی اور ائمہ کی تقلید سے منع کرنا

قَالَ أَحْمَدُ : لَا تُقَلِّدْنِي وَلَا تُقَلِّدْ مَالِكاً وَلَا الشَّافِعِيَ وَلَا الْأَوْزَاعِيَّ وَلَا الثَّوْرِيَّ

وخُذْ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوْا

’’نہ میری تقلید کرو، نہ امام مالک کی، نہ امام شافعی کی، نہ امام اوزاعی کی اور نہ امام سفیان ثوری کی، بلکہ تم وہاں سے مسائل اخذ کرو جہاں سے انہوں نے اخذ کیے ہیں‘‘

(ابن القیم في الأعلام : ج ۲،ص ۳۰۲، ایقاض الھمم ۱۱۳)

لَا تُقَلِّدْ دِيْنَكَ أَحَداً مِنْ هَؤُلَاءِ .

مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلىّ اللّٰهُ عليه وسلم وأَصْحَابِهِ فَخُذْ بِهِ

ثُمَّ التَّابِعِيْنَ بَعدُ الرَّجُلِ مُخَيَّرٌ

’’تم اپنے دین میں ان میں سے کسی کی تقلید نہ کرنا، جو بات نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی طرف سے آئے اسے قبول کرو، رہے تابعین عظام، تو تمہیں ان کے اقوال کے لینے نہ لینے کا اختیار ہے‘‘

(أبوداؤد في مسائل الامام احمد: ص ۲۷۶، ۲۷۷)